بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم ابجد کے متعلق تفصیل

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

حساب جمل یعنی علم ابجد کس علم کو کہتے ہیں اور یہ علم سیکھنا شرعا کیسا ہے؟

جواب

حساب جمل یعنی حروف ابجد سے مراد اعداد کا علم ہے، اس علم میں ہر حرف کے لئے ایک عدد مقرر کیا گیا ہے، جیسے "الف" کے لئے 1، "ب" کے لئے 2، "ج" کے لئے 3 اور "د" کے لئے 4 کا عدد مقرر ہے، اعداد کے اعتبار سے شروع کے یہی چار حروف مل کر لفظ ابجد بنتا ہے، اس لئے اسے علم ابجد کہا جاتا ہے،

اس علم کا استعمال، علم جعفر، علم نجوم، تعویزات لکھنے، تاریخ پدائش و تاریخ وفات نکالنے یا تاریخی نام رکھنے، وغیرہ میں کیا جاتا ہے۔ اس علم کو سیکھنے میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے، اس علم کا استعمال، زمانہ رسالت سے جاری ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے سامنے اعداد کے ساتھ حساب لگایا گیا اور آپ نے منع نہیں فرمایا، جو اس کے جواز کی واضح دلیل ہے، حتی کہ بعض علماء نے قرآن پاک کے حروف مقطعات کو بھی انہیں میں سے شمار کیا ہے۔ نیز بزرگان دین سے یہ علم ثابت ہے جیسا کہ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے فرمایا: علم اوفاق (یہ علم الاعداد کا دوسرا نام ہے) امام حجۃ الاسلام غزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محی الدین ابن عربی وغیرہم اجلہ اکابر سے ہے۔ یونہی بزرگان دین سے اس علم کے اعتبار سے تاریخی نام رکھنا اور اعداد میں تعویزات لکھنا ثابت ہے، جیسے امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے اپنا، تاریخ ولادت کے اعتبار سے نام "المختار" نکالا تھا، یونہی آپ علیہ الرحمہ اپنی کتب و رسائل کا نام ایسا تجویز فرماتے تھے، جو علم الاعداد کے اعتبار سے اس کا سن تصنیف بنتا ہو۔

البتہ! اس علم کو اگر کوئی جادو، علم نجوم کے غلط استعمال وغیرہ غلط مقصد سے سیکھتا ہے تو اس کی غرض و مقصد غلط ہونے کی وجہ سے اس کا یہ علم سیکھنا بھی مذموم ممنوع قرار دیا جائے گا۔

قاضی ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی شیرازی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر انوار التنزیل و اسرار التاویل میں حروف مقطعات (الم) کی بحث میں ارشاد فرماتے ہیں: "او الی مدد اقوام و آجال بحساب الجمل کما قال ابو العالیۃ متمسکا بما روي "انه علیه الصلاۃ و السلام لما اتاه الیهود تلا علیهم الم البقرۃ فحسبوه و قالوا کیف ندخل في دین مدته احدی و سبعون سنة، فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم فقالوا: فهل غیره، فقال: المص و الر و المر، فقالوا: خلطت علینا فلا ندري بایها نأخذ" **ترجمہ: یا ان حروف مقطعات** سے بحساب جمل قوموں کی بقا کی میعاد کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ابو العالیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی اس حدیث سے استدلال

کیا ہے کہ جب یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں سورۃ البقرۃ سے ''الم'' پڑھ کر سنایا تو انہوں نے حساب لگایا اور کہنے لگے کہ ہم اس دین میں کیسے داخل ہو جائیں جس کی کل مدت 71 سال ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، تو اس پر یہود نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المص، الر، المر، تو انہوں نے کہا آپ نے معاملہ ہم پر مشتبہ کر دیا، اب ہمیں سمجھ نہیں آرہا ہے کہ ہم ان میں سے کسے بنیاد بنا کر حساب لگائیں۔ (انوار التنزیل و اسرار التاویل، سورۃ البقرۃ، آیت 1، ج 1، ص 34، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''فان تلاوته ایاها بهذا الترتیب علیهم وتقریرهم علی استنباطهم دلیل علی ذلك، وهذه الدلالة وان لم تکن عربیة لکنها لاشتهارها فیما بین الناس حتی العرب تلحقها بالمعربات کالمشکاة والسجیل والقسطاس'' ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود پر اعداد کی ترتیب سے آیات کی تلاوت کرنا اور ان کے استدلال کو برقرار رکھنا اس علم پر دلیل ہے، اور حساب جمل کی یہ دلالت اگرچہ عربی نہیں لیکن عام لوگوں میں حتی کہ عربوں میں بھی مشہور ہونے کی وجہ سے اسے معربات سے ملایا جائے گا، جیسے لفظ مشکوۃ، سجیل، قسطاس وغیرہ۔'' (انوار التنزیل و اسرار التاویل، سورۃ البقرۃ، آیت 1، ج 1، ص 34، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حروف مقطعات کے بارے میں کلام کرتے ہوئے تفسیر طبری میں ہے ''ولا شك في صحة معنی القسم بالله وأسمائه وصفاته، وهن من حروف حساب الجمل'' ترجمہ: اس معنی کی صحت میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ حروف مقطعات اللہ کے اسماء اور اس کی صفات کی قسم ہیں، اور یہ حساب جمل کے حروف سے ہے۔ (التفسیر الطبری، سورۃ البقرہ، ج 1، ص 224، دار ہجر للطباعۃ)

آٹھویں صدی ہجری کے مشہور شافعی بزرگ محمد بن ابراہیم الکنانی الحموی اپنی کتاب ایضاح الدلیل فی قطع حجج اہل التعطیل میں حروف مقطعات کی بحث کرتے ہوئے ان حروف کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ''عن ابي العالية ان المراد بها حساب الجمل'' ترجمہ: حضرت ابو العالیہ علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ان حروف مقطعات سے مراد حساب جمل (علم ابجد) ہے۔ (ایضاح الدلیل فی قطع حج اھل التعطیل، ج 1، ص 98، دار السلام، مصر)

زمانہ نبوی کے بعد بھی کئی علماء سے اس علم کا استعمال کرنا ثابت ہے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: ''قال: الخویبي وقد استخرج بعض الائمة من قوله تعالی ﴿الم غلبت الروم﴾ ان البیت المقدس تفتحه المسلمون في سنة ثلاثة وثمانین وخمسمائة ووقع کما قاله'' ترجمہ: امام خویبی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے اس فرمان ﴿الم غلبت الروم﴾ سے بعض آئمہ نے استخراج کیا کہ مسلمان بیت المقدس کو پانچ سو تراسی (583ھ) میں فتح کرلیں گے، اور جیسا انہوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ (الاتقان فی علوم القرآن، النوع الثالث والاربعون، ص 495، دار الکتب العربی بیروت)

البدایہ والنھایہ میں ہے ''وجاءته امرأة فقالت: رأیت کان سنورا أدخل رأسه في بطن زوجي فأخذ منه قطعة، فقال لها ابن سیرین: سرق لزوجك ثلاثمائة درهم، وستة عشر درهما، فقالت: صدقت من أین أخذته؟ فقال: من هجاء حروفه وهي

حساب الجمل، فالسین ستون، والنون خمسون، والواو ستة والراء مائتان، وذلك ثلاثمائة وستة عشر"ترجمہ: امام ابن سیرین علیہ الرحمۃ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے خواب میں ایک بلی دیکھی جس نے اپنا سر میرے خاوند کے پیٹ میں داخل کردیا اوراس سے گوشت کا ایک ٹکڑا نکال لیا توامام ابن سیرین علیہ الرحمۃ نے اس عورت کو فرمایا کہ تیرے خاوند کے تین سو سولہ درہم چوری ہو گئے ہیں، اس عورت نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے مگرآپ نے کیسے معلوم کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا حساب جمل کے ساتھ، سین کے ساٹھ، نون کے پچاس، واؤ کے چھ اور راء کے دوسوہیں، اوریہ تین سو سولہ بنتے ہیں۔ (البدایہ والنھایہ، سنۃ عشر ومائۃ، ج 9، ص 304، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

نیز علما اس علم کا استعمال کرتے ہوئے اپنی تاریخ پیدائش کے حساب سے نام بھی تجویز فرماتے تھے چنانچہ رسائل شاہ ولی اللہ کے شروع میں ہے "یہ فقیر (شاہ ولی اللہ) بتاریخ 14 شوال 1114ھ چہارشنبہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت پیدا ہوا تاریخی نام عظیم الدین نکالا گیا۔" (رسائل شاہ ولی اللہ، ص 8، اویسی بک سٹال، گوجرانوالہ)

بزرگان دین سے اعداد میں تعویز لکھنا ثابت ہے اوراس کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے تاکہ جو افراد قرآن پاک کو چھو نہیں سکتے وہ بھی ان تعویذات سے استفادہ کرلیں اور کسی بے ادبی کا اندیشہ بھی نہ ہو، اسی لئے کافر کو تعویذ دینا ہو تو حکم ہے کہ قرآن آیات ہرگز لکھ کر نہ دے بلکہ آیات کی بجائے اعداد لکھ کردے۔ یونہی جہاں بے ادبی ہونے کا گمان ہو جیسے جلانے وغیرہ کے تعویزات تو وہاں علما نے اسی علم کے اعتبار سے تعویز لکھنے کو انسب قرار دیا ہے۔

چنانچہ اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "غیر مسلم کو آیات قرآنی لکھ کر ہرگز نہ دی جائیں کہ اساءت ادب کا مظنہ ہے، بلکہ مطلقا اسماء الہیہ و نقوش مطہرہ نہ دیں کہ ان کی بھی تعظیم واجب، بلکہ دیں توان کے اعداد لکھ دیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 397، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال ہوا کہ زید کہتا ہے کہ تعویذ کا یا آیات قرآن نقش جداول میں لکھنا خلاف شرع اور ناجائز ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ نہیں، عدد میں خلاف شرع تو نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ حرفوں لکھنا فضیلت رکھتا ہے۔ دونوں میں سے کسی کا قول مطابق شریعت ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: "آیات کریمہ واسمائے طیبہ کی برکات سے استفادہ کے دونوں طریقے ہیں جن میں عبارت والفاظ لکھے جائیں وہ جزر کہلاتے ہیں اور زبان تکسیر میں مظہر اوراعداد والے وفق و مضمر، علم اوفاق امام حجۃ الاسلام غزالی وامام فخرالدین رازی وشیخ اکبر محی الدین ابن عربی وغیرہم اجلہ اکابر سے ہے اس میں عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں بلکہ محل احراق ونحوہ میں وہی انسب ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔" (فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 406، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر سوال ہوا کہ ہندو کو تعویذ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: "کافر کو اگر تعویذ دیا جائے تو مضمر جس میں ہندسے (اعداد) ہوتے ہیں نہ کہ مظہر جس میں کلام الہی واسمائے الہی کے حروف ہوتے ہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 24، صفحہ 197، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں : "تعویذ ایسا ہو کہ اس میں شرعی قباحت نہ ہو جیسے ادعیہ اور آیات یا ان کے اعداد یا کسی اسم کا نقش مظہر یا مضمر لکھا جائے۔" (بہار شریعت، ج3، حصہ14، ص147، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بسم اللہ شریف کے علم ابجد کے اعتبار سے 786 عدد بنتا ہے، یہ لکھنے کے متعلق فتاوی فقیہ ملت میں ہے "مسجد کی دیوار پر اور خط وغیرہ کسی بھی چیز پر 786 لکھنا غلط نہیں، جائز و درست ہے۔" (فتاوی فقیہ ملت، جلد2، صفحہ284، شبیر برادرز، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مولانا محمد ابوبکر عطاری مدنی

فتوی نمبر : WAT-5239

تاریخ اجراء : 09 صفر المظفر 1448ھ/23 جولائی 2026ء